تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی: اقتدار احمد مرحوم ۱۵ تا ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء (۲۰ تا ۲۶ ذیقعد ۱۴۲۱ھ) مدیر: حافظ عاکف سعید

ہمیں کیا ہو گیا؟

(مظفر وارثی)

بے حسی کو اپنے رستے سے ہٹاتے کیوں نہیں
وقت آوازیں ہمیں دیتا ہے، جاتے کیوں نہیں

ہم مسلماں اپنے اپنے خول میں کیوں بند ہیں
ایک ہے مرکز، تو اس مرکز پہ آتے کیوں نہیں

لحۂ موجود، ناموجود ہم کو کر گیا
اپنے فرداؤں کو ماضی سے ملاتے کیوں نہیں

بھاگتے ہیں کیوں فرنگی کے چراغوں کی طرف
مصطفیٰ ؐ کے نقش پا دل میں جلاتے کیوں نہیں

رونق ہستی ہیں بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
اپنے کرداروں کے ہاں ان کو بلاتے کیوں نہیں

کیوں گزارے جا رہے ہیں فدویانہ زندگی
جسم پر موجود ہے تو سر اٹھاتے کیوں نہیں

رقص کرتے ہیں پرائی لے پہ کتنے شوق سے
اپنی تلواروں کی جھنکاروں پہ گاتے کیوں نہیں

غیر سے کیوں مانگنے کی ہم کو عادت پڑ گئی
خود گری بھی اپنی غیرت کو سکھاتے کیوں نہیں

باندھ لیں قدموں سے اپنے دوسروں کی آہٹیں
راستہ اپنی کدالوں سے بناتے کیوں نہیں

قبضۂ اغیار میں ہیں قلب و جاں، ذہن و ضمیر
قید سے ان بے نواؤں کو چھڑاتے کیوں نہیں

حوصلوں کو ہم نے کس کے پاس گروی رکھ دیا
مردنی کیوں چھا گئی ہے، مسکراتے کیوں نہیں؟

(خصوصی کلام بموقع انٹرنیشنل خلافت کانفرنس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ 3
☆ سبق پھر پڑھ...... (تجزیہ) 5
☆ جاگو جگاؤ 7
☆ یہودیت اور عیسائیت (۲) 8
☆ دورۂ بنگلہ دیش (۲) 9
☆ کاروان خلافت 10
☆ Concept of Secularism 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر:
فرقان دانش خان
معاونین:
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت:
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3۔5869501 فیکس: 5834000
سالانہ زر تعاون ۔/175 روپے

قیمت: 4 روپے
شمارہ: 6

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الھدیٰ

از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۸)

﴿ الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ○ ﴾

"الف لام میم! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

مضامین کا تجزیہ : سورۃ البقرہ کے مضامین کا تجزیہ اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے کہ اس نے اس کے ضمن میں میرے ذہن کو بعض ایسی تشبیہات کی طرف منتقل کر دیا جن کے حوالے سے اس مضمون کو ذہن نشین کرنا' سمجھنا اور یاد رکھنا بہت آسان ہو جائے گا۔ ایک تو یہ کہ اس سورۂ مبارکہ کے لئے میں نے ایک نام "سورۃ الامتین" یعنی دو امتوں کی سورت تجویز کیا ہے۔ یہ سورۃ مبارکہ واضح طور پر دو حصوں میں منقسم نظر آتی ہے۔ اس کے نصف اول میں تمام تر خطاب سابقہ امت مسلمہ (یہود) سے ہے اور نصف ثانی میں خطاب کا رخ موجودہ امت مسلمہ کی جانب ہے۔ چالیس رکوعوں اور ۲۸۶ آیات پر مشتمل سورۂ بقرہ کی دو حصوں میں تقسیم یوں ہے کہ نصف اول میں ۱۵۲ آیات اور نصف ثانی میں ۱۳۴ آیات ہیں۔ ان تعداد آیات کے اس فرق کی تلافی تعداد رکوعات کے ذریعے یوں ہو جاتی ہے کہ پہلے حصے کی ۱۵۲ آیتیں ۱۸ رکوعوں پر مشتمل ہیں جبکہ دوسرے حصے میں آیات کی تعداد کم (یعنی ۱۳۴) ہونے کے باوجود رکوعوں کی تعداد پہلے حصے کے مقابلہ میں زیادہ یعنی ۲۲ ہے۔

نصف اول کے اٹھارہ رکوعوں کی مزید تقسیم عمودی ہے' یعنی پہلے چار رکوع' آخری چار رکوع اور درمیان میں دس رکوع۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے چار رکوع تمہیدی نوعیت کے ہیں جن میں بظاہر ابھی سابقہ امت مسلمہ سے خطاب شروع نہیں ہوا۔ ایک اعتبار سے وہ تمہیدی یوں بھی ہیں کہ وہ گویا کہ پورے قرآن مجید کے لئے دیباچہ بن جاتے ہیں۔ درمیان کے دس رکوعوں میں تو براہِ راست بنی اسرائیل سے گفتگو کی گئی ہے اور انہیں بار بار "یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ" کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ آخری چار رکوع "تحویلی" ہیں جن میں سابقہ امت مسلمہ یعنی یہود کو معزول کر کے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کی صورت میں نئی امت مسلمہ کے وجود میں آنے کا بیان ہے۔ تحویل قبلہ کا حکم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

دوسرے حصے کے ۲۲ رکوعوں کی تقسیم افقی ہے' جن میں موجودہ امت مسلمہ سے چار نہایت اہم مضامین کے ضمن میں براہ راست خطاب کیا گیا ہے۔ غور کریں تو اس حصے کے مضامین بظاہر کچھ گڈمڈ نظر آتے ہیں کہ ابھی نماز یا روزے کا ذکر ہو رہا ہے تو اچانک کہیں جہاد و قتال اور انفاق مال کا ذکر شروع ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مضامین میں بڑا خوبصورت ربط و تعلق موجود ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے میں ایک ایسی رسی کی تمثیل بیان کیا کرتا ہوں جو مختلف رنگوں کی چار لڑیوں سے بنی ہوئی ہے یعنی جب ان لڑیوں کو بٹ دیا جائے گا تو کوئی رنگ بھی مسلسل نظر نہیں آئے گا بلکہ کٹے پھٹے نظر آئیں گے۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ اس حصے کا ہے۔ گویا یہاں چار مختلف موضوعات مختلف رنگوں کی لڑیوں کی شکل میں ہیں جو باہم بٹی ہوئی ہیں۔ ان ڈوریوں میں ایک عبادات سے متعلق ہے' دوسری میں انسانی معاملات سے متعلق احکام ہیں جبکہ تیسری اور چوتھی میں بالترتیب انفاق فی سبیل اللہ اور قتال فی سبیل اللہ کے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ (جاری ہے)

فرمان نبویؐ

از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت

عَنۡ حُذَيۡفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ :

((وَالَّذِيۡ نَفۡسِيۡ بِيَدِهٖ لَتَاۡمُرُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلَتَنۡهَوُنَّ عَنِ الۡمُنۡكَرِ اَوۡ لَيُوۡشِكَنَّ اللّٰهُ اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عِقَابًا مِّنۡهُ ثُمَّ تَدۡعُوۡنَهٗ فَلَا يُسۡتَجِيۡبُ لَكُمۡ)) (رواہ الترمذی)

"حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (اے مسلمانو!) تم لازماً معروف کا حکم دیتے رہو گے اور لازماً منکر سے روکتے رہو گے (اگر تم نے ایسا نہ کیا) تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ لازماً تم پر اپنی طرف سے کوئی سزا مسلط کرے گا اور پھر تم اس کو پکارو گے لیکن وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا"۔

یہی فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیر امت قرار دیا ہے اور اسی کو ذریعہ بنایا ہے معاشرے میں اس دین کے جاری و ساری رہنے کا۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ عمل اگر امت نے جاری نہ رکھا تو یہ امت اللہ کی نگاہ میں اپنا مقام کھو دے گی اور شدید سزا کی مستحق بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ جس امت کو دین کی ذمہ داری سونپتا ہے اس کی بنیاد پر ان کی دنیا میں مدد بھی فرماتا ہے۔ جب تک امت اس فریضے کو ادا کرتی رہی اور اللہ کے احکامات کو نافذ اور منکرات سے روکتی رہی' اللہ کی رحمت اور نصرت بھی امت کو حاصل رہی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب و سربلند رکھا۔ اب کوئی تین سو سال سے دین مغلوب ہو گیا اور مسلمان ممالک میں منکرات کی ترویج شروع ہو گئی اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی تائید ختم کر دی۔ اب پوری دنیا میں جو ذلت و رسوائی ہو رہی ہے اس سے چھٹکارا پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حالانکہ خانہ کعبہ میں رمضان المبارک کے دوران کتنی لمبی لمبی قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہیں۔ وہ دعائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل نہیں کرتیں کہ ہم نے اللہ کے دشمنوں سے دوستی رکھی ہوئی ہے اور برائیوں کو مٹانے کے بجائے ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلا رہے ہیں' سود کو حلال ٹھہرا رکھا ہے اور طاغوت کی حکمرانی قائم کر رکھی ہے اور اپنا فریضہ چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت ہم اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں۔ جب تک ہم اپنی موجودہ روش کو تبدیل نہیں کریں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کریں گے' اس وقت تک اللہ کی رحمت و نصرت کے حقدار نہیں بن سکیں گے بلکہ عذابِ الٰہی کے سائے ہمارے سروں پر مسلط رہیں گے۔ ○○

اسلام، جمہوریت اور پاکستان

مسجد دار السلام باغِ جناح 'لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۹/ فروری ۲۰۰۱ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

پاکستان میں اسلام کا نفاذ الیکشن کی راہ سے ممکن نہیں' میرا یہ مؤقف بہت پرانا ہے جو میں گذشتہ پچیس تیس برس سے بیان کر رہا ہوں۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ انتخابات کے ذریعے اسلامی نظام کی کامل تنفیذ ممکن ہے تو مجھے اس رائے سے شدید اختلاف ہے۔ میری رائے ہے کہ اس کام کے لئے صحیح تر راہ عمل یہ ہوگی کہ دینی جماعتیں پاور پالیٹکس سے کنارہ کشی اختیار کریں اور مطالباتی و احتجاجی' پر امن ایجی ٹیشن کے ذریعے نفاذ اسلام کے لئے جدو جہد کریں اور اگر مناسب تیاری ہو تو غیر مسلح بغاوت سے بھی دریغ نہ کریں۔

انتخابات کی راہ اختیار کرنے پر ہی میں نے جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کی تھی کیونکہ میں پوری دیانتداری سے یہ سمجھتا تھا کہ انتخابات میں حصہ لینے سے اسلامی ووٹ مختلف مذہبی و دینی جماعتوں میں بٹ جائے گا۔ جس کا سارا فائدہ سیکولر جماعتوں کو پہنچے گا اور نفاذ اسلام کی جدو جہد الٹا پس منظر میں چلی جائے گی۔

۳۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو نوائے وقت کے اداریہ نگار نے میرے اس مؤقف کے حوالہ سے ایک تنقیدی شذرہ لکھا ہے جس کی توضیح میں اپنی یہ گزارشات ''اسلام' پاکستان اور جمہوریت'' کے عنوان سے پیش کر رہا ہوں۔

میرے نزدیک اس موضوع کی تین جہتیں (Dimensions) ہیں۔ پہلی جہت اصولی اور نظریاتی اعتبار سے ہے کہ جمہوریت اور اسلام کا کیا رشتہ ہے؟ میرے نزدیک مغرب کا سیکولر جمہوری تصور اسلام سے یکسر متصادم اور بدترین کفر ہے۔ کیونکہ اس میں حاکمیت کا حق عوام کو حاصل ہے۔ اسلام میں اصولی اعتبار سے عوامی یا شخصی حاکمیت کفر ہے' کیونکہ حاکمیت مطلقہ صرف اللہ کی ہے۔ البتہ اللہ کی حاکمیت کے تحت جمہوری اصولوں کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ ہے۔ واضح رہے کہ جمہوریت' قرآن و حدیث کی اصطلاح نہیں بلکہ ایک جدید اصطلاح ہے جس کے بالمقابل اسلام میں شورائیت کا نظام ہے۔ جس میں جمہوری روح اپنی اعلیٰ ترین شکل میں موجود ہے۔ لہذا جمہوریت کی اصطلاح استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میرے نزدیک اللہ کی حاکمیت کو عملاً تسلیم کر لینے کے بعد اس کے اندر اندر جمہوریت عین اسلام ہے۔ جیسا کہ قرآن میں حکم ہے ﴿و امرھم شوری بینھم﴾ یعنی جن معاملات میں قرآن و حدیث کی نصوص سے کوئی واضح حکم نہیں ملتا انہیں باہمی مشورے سے طے کرو۔ لیکن جن معاملات میں اللہ اور رسول کا واضح حکم موجود ہے ان میں بحث و تمحیص کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ سورۃ الحجرات میں فرمایا گیا ہے۔

''اے اہل ایمان اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود سے اگر آگے بڑھے تو کفر کی حدود میں داخلہ ہو جائے گا۔ لہذا ان احکامات سے پیچھے پیچھے رہو۔ یہ بات ایک حدیث سے اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

''مومن کی مثال اس گھوڑے کی مانند ہے' جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے''۔ گویا مومن ایک کھونٹے کا پابند ہے۔ بقول اقبال ؎

تقدیر کے پابند ہیں جمادات و نباتات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

فرض کیجئے کوئی گھوڑا دو سو گز لمبی رسی سے بندھا ہے۔ اس گھوڑے کے اردگرد ۲۰۰ گز لمبا نصف قطر (Radius) کا ایک دائرہ وجود میں آجائے گا۔ اس دائرے کے اندر وہ گھوڑا آزاد ہے' لیکن ظاہر ہے اس دائرے سے باہر نہیں جا سکتا۔

اسی طرح مومن بھی اللہ اور رسولؐ کے احکام کے دائرے کے اندر' مباحات کے معاملات میں آزاد ہے جنہیں اللہ نے امرھم کہہ کر مومنین پر چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس کے اندر بھی کسی ایک شخص کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ خود تمام معاملات طے کرے بلکہ جو بھی اصحاب اقتدار ہیں انہیں مشورے کا پابند بنایا گیا ہے۔ اسے آپ شورائیت یا جمہوریت' جو بھی چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً کسی کے گھر میں اگر کوئی تقریب ہو تو اس موقع پر مہمانوں کو کیا پیش کیا جائے' اس بات کا فیصلہ گھر کے افراد کے مشورے سے ہو سکتا ہے بلکہ اگر اکثریت کی رائے کے مطابق ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ طے ہے کہ کوئی حرام شے پیش نہیں کر سکتے خواہ تمام گھر والے متفق ہوں۔ مثلاً مشورہ اس بارے میں تو ہو سکتا ہے کہ روح افزا پیش کی جائے یا سیون اپ سے تواضع کی جائے' لیکن کسی حرام مشروب کے بارے میں سوچنا بھی غلط ہوگا۔ یہی معاملہ اسلام میں مباحات کا ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو معیشت و معاشرت چند چیزوں کے سوا کہ جنہیں حرام قرار دیا گیا' باقی تمام معاملات اللہ نے ہمارے لئے چھوڑ دیئے ہیں۔ جنہیں باہم مشورے سے طے کیا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ دنیا میں سب سے پہلے یونان اور روم میں جزوی جمہوریت کا نام سننے میں آتا ہے۔ لیکن حقیقی جمہوریت اور کامل سے پہلی مرتبہ حضرت محمد ﷺ نے متعارف کرایا۔

سیاسی میدان میں اسلام کے اس نظام مشاورت کو حضرت عمرؓ نے دوٹوک انداز میں امر المسلمین قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ آپؓ کی خلافت کے دور میں ایک حج کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آپؓ کو اطلاع دی کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ جیسے ہی حضرت عمرؓ کی آنکھ بند ہوئی ہم فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو انہیں سخت تشویش ہوئی اور چاہا کہ فوراً لوگوں کو جمع کریں اور اس سازش کا پردہ چاک کریں کہ کچھ لوگ امر المسلمین کے معاملے میں لوگوں کو ان کے حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے رائے دی کہ یہ موسم حج کا ہے یہاں ہر طرح کا آدمی آیا ہوا ہے' اس لئے ایک ہنگامہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ لہذا آپؓ مدینے جا کر یہ کام کریں۔ چنانچہ مدینہ پہنچتے ہیں آپؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا:

''خلیفہ کا انتخاب ''امر المسلمین'' یعنی مسلمانوں کا اجتماعی معاملہ ہے جسے غصب کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر کسی نے کسی امیر کے ہاتھ پر مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کی تو وہ بیعت نافذ العمل نہیں ہوگی۔''

نوائے وقت کے شذرہ نگار نے لکھا ہے کہ میں نے اسلام اور جمہوریت کو ایک دوسرے کا نقیض قرار دیا ہے

حالانکہ میں تو اس جمہوریت کو عین اسلام قرار دیتا ہوں جس کو لانے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تاہم اس جمہوریت میں نظریہ کی بنیاد پر ایک تفریق موجود ہے اور وہ ہے کفر اور اسلام کی تفریق۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک نظریہ ہے' جو لوگ اللہ اور رسول کو نہیں مانتے ان کا معاملہ بالکل جدا ہے' وہ اس مشاورت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اسی لئے اسے امر المسلمین کہا گیا ہے۔ اس ایک پابندی کے علاوہ دیگر معاملات میں اسلام کی رو سے پیدائشی طور پر سب انسان برابر ہیں۔ یہ بھی کہہ لیجئے کہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کے فتوے ''المسلم کفو لکل مسلم'' کی رو سے مسلمانوں کے اندر کسی قسم کی تفریق نہیں ہے لہٰذا ایک شخص ایک ووٹ کا اصول یہاں برقرار رکھا جا سکتا ہے' یعنی ووٹ دینے کے معاملے میں فاسق و فاجر' متقی اور صالح مسلمان برابر شمار ہوں گے۔ کیونکہ ہر مسلمان کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ البتہ ووٹ کس کو دیا جائے' اس ضمن میں کسی منصب کے امیدوار کے لئے لامحالہ کوئی ضابطہ بنانا ہوگا۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ: ﴿ان اللہ یامرکم ان تودو الامانات الی اھلھا﴾ (النساء:۵۸)

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل کے حوالے کرو۔'' لہٰذا یہاں دیکھا جائے گا کہ کسی ایسے متقی شخص کو ووٹ دیا جائے جو اس نظام کو چلانے کا اہل ہو۔

شذرہ نگارہ نے مزید لکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اقبال کے شیدائی ہیں اور پھر بھی جمہوری عمل یعنی انتخابات کے ذریعے نفاذ اسلام کے قائل نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اقبال کا عقیدت مند ہوں کیونکہ انہوں نے قرآن و سنت کی جو تعبیرات کی ہیں وہ واقعتاً سینے سے لگانے کے قابل ہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ جمہوری طرز حکومت اسلام سے مطابقت رکھتا ہے' مجھے اس سے کامل اتفاق ہے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ آج کے دور میں اجتہاد پارلیمنٹ کرے گی' مجھے اس بات سے بھی اتفاق ہے کہ اس فیصلہ کا اختیار کہ کس کا اجتہاد نافذ العمل ہوگا' پارلیمنٹ ہی کو حاصل ہوگا۔ لیکن ان کے پسر جاوید اقبال صاحب پارلیمنٹ کے اجتہاد سے جو مفہوم لیتے ہیں اس سے مجھے شدید اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کا اجتہاد آخری ہوگا۔ جسے کورٹ میں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکے گا' جب کہ میرے نزدیک کسی بھی قانون کے ضمن میں اس امر کا فیصلہ کہ فلاں قانون قرآن و سنت سے متصادم ہے یا نہیں' بہرحال اعلیٰ عدالتیں ہی کریں گی۔ (یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اجتہاد تو علماء ہی کریں گے' پارلیمنٹ یہ فیصلہ کرے گی کہ ان میں سے کون سا اجتہاد نافذ ہوگا۔)

بہرحال میں نے اسلامی جمہوریت کا جو تصور بیان کیا ہے وہ علامہ اقبال اور مولانا مودودی ہی سے مستعار ہے۔ اگرچہ میں نے اس میں اضافہ بھی کیا ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کو مولانا مودودی نے نہایت عمدگی سے واضح کیا ہے کہ اسلام کا جمہوری نظام تھیوکریسی اور ڈیموکریسی کے امتزاج سے وجود میں آتا ہے۔ تھیوکریسی اس حد تک کہ یہاں حاکم مطلق کی حیثیت صرف اللہ کے احکامات کو حاصل ہوگی۔ اللہ اور رسول کے احکامات کے نیچے نیچے تمام معاملات کو طے کرنے کی آزادی ہے اور یہی ڈیموکریسی ہے۔ تاہم مولانا مودودی نے مغربی جمہوریت کے تصور (پاپولر سوورنٹی) ''عوامی حاکمیت'' کے مقابلے میں (پاپولر وائسر یجنسی) ''خلافت عوام'' کا تصور دیا۔ مجھے اس اصطلاح سے اختلاف ہے۔ میں اسے ''کولیکٹو وائسر یجنسی آف مسلم'' یعنی مسلمانوں کی اجتماعی خلافت قرار دیتا ہوں کیونکہ اس میں غیر مسلم شامل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے آئین کی دفعہ ۲۲۷ میں اسلام کے اس تصور جمہوریت کی بڑی عمدہ تشریح کی گئی ہے کہ یہاں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔

اسلام جمہوریت اور پاکستان کے حوالے سے اس موضوع کی دوسری جہت **Dimension** یہ ہے کہ پاکستان کے لئے جمہوریت کی کیا اہمیت ہے۔ میرا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ پاکستان کے لئے اسلام اور جمہوریت لازم و ملزوم ہیں۔ اگر ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو فیصلہ کن اکثریت حاصل نہ ہوتی تو پاکستان وجود میں نہ آتا۔ یہ برتری ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ'' کی بنیاد پر حاصل ہوئی۔ میں اسی حوالے سے ایک تشبیہ استعمال کرتا ہوں کہ پاکستان کا باپ اسلام ہے تو ماں جمہوریت ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو سے نظریاتی اختلافات کے باوجود اس کے لئے میرے دل میں نرم گوشہ اسی لئے تھا کہ وہ محلاتی سازشوں کے نتیجے میں نہیں بلکہ جمہوری عمل کے ذریعے اقتدار میں آیا تھا۔ میں نے صدر ضیاء الحق مرحوم سے بھی یہ بات کہی تھی کہ الیکشن کے عمل کو معطل نہ کریں۔ یہ پاکستان کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اسی طرح ان کی بنائی ہوئی شوریٰ کے پہلے سیشن میں ان سے کہا تھا کہ اگر آپ نے الیکشن کے عمل کو زیادہ دیر موخر کیا تو آپ اس ملک میں دہشت گردی کا جواز پیدا کرنے کے موجب ہوں گے۔ پھر میں نے انہیں خط لکھا کہ آپ جس طرح مارشل لاء کا تسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں کہیں مستقبل کا مورخ یہ نہ لکھے کہ ایک شرابی ٹولے نے ملک تقسیم کیا جبکہ ایک نمازی شخص نے ملک کا شیرازہ بکھیر دیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ مجھے جس طرح یہ یقین کامل ہے کہ پاکستان کے استحکام کے لئے نفاذ اسلام ضروری ہے بعینہ ملک کی بقاء کے لئے جمہوری عمل کا جاری رہنا بھی اتنا ہی ضروری سمجھتا ہوں۔

اس موضوع کی تیسری جہت (**Dimension**) یہ ہے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کیسے ہوگا؟ میری رائے میں نفاذ اسلام کے لئے جمہوری عمل ممد و معاون تو ہو سکتا ہے لیکن الیکشن سے اسلام کبھی نافذ نہیں ہو سکتا۔ اگر نفاذ اسلام سے مراد یہ ہے کہ کچھ عبادات' تقریبات' رسومات' شعائر اور حدود و تعزیرات کی تنفیذ ہو جائے تو اس حد تک انتخابات کے ذریعے ممکن ہے۔ دراصل ہمارے ہاں نفاذ اسلام کے دو تصورات ہیں۔ ایک وسیع تر اور ہمہ گیر تصور یہ ہے کہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ کیا جائے۔ دوسرا تصور جو نہایت محدود اور سطحی ہے کہ مسجدیں بلند و بالا ہوں' شعائر اسلامی کا احترام ہو' اسلامی تقریبات منائی جائیں' اسلامی حدود و تعزیرات نافذ ہو جائیں۔ جہاں تک اس دوسرے تصور اسلام کا تعلق ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کیونکہ اس سے کسی بھی طبقے کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ اسے مزید استحکام ملتا ہے۔ اگر اسلام کا مکمل عادلانہ نظام اجتماعی نافذ نہ ہو تو غور کیجئے کہ چوری کی قطع ید کی سزا سے عوام کو کیا فائدہ ہوگا؟ اس سے تو استحصالی طبقات کو ہی فائدہ ہوگا کیونکہ ان کی ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ دولت مزید محفوظ ہو جائے گا لہٰذا اس تصور اسلام پر ملک کے جاگیرداروں' وڈیروں اور سودخوروں کو کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن اگر نظام عدل اجتماعی والا اسلام لانا ہے۔ جس کی اقبال نے ایک موقع پر اس طرح تعبیر کی کہ: مارکسزم + گاڈ = اسلام' اور جس کے بارے میں انہوں نے ۱۹۳۰ء کے خطبہ الہ آباد میں کہا تھا کہ ''اگر ہندوستان میں ایک آزاد اسلامی ریاست قائم ہو گئی تو ہمیں موقع مل جائے گا کہ دور ملوکیت میں اسلام کے رخ روشن پر جو بدنما داغ پڑ گئے تھے انہیں ہٹا کر ہم دنیا کے سامنے اسلام کو اس شکل میں پیش کر سکیں جو دور خلافت راشدہ کا اسلام تھا۔''

اسی کے بارے میں قائداعظم نے اسلامی سوشلزم کے الفاظ استعمال کئے تھے۔ اسی اسلام کے حوالے سے ان کے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کا کہنا ہے کہ اپنے آخری وقت میں قائداعظم نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے:

''میں بہت مطمئن ہوں کہ پاکستان قائم ہو گیا۔ میں یہ کام تنہا نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ رسولؐ خدا کا فیض میرے شامل حال نہ ہوتا۔ اب یہ پاکستانی مسلمانوں کا کام ہے کہ یہاں ''نظام خلافت'' قائم کریں''

اس اسلامی نظام کے قیام کے لئے سب سے پہلے

(باقی صفحہ 6 پر)

”سبق پھر پڑھ صداقت کا‘ عدالت کا‘ شجاعت کا“

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابو الحسن

جنگ عظیم دوم زوروں پر تھی‘ جرمنی کی آغاز میں پے درپے کامیابیوں نے اتحادیوں کو تشویشناک صورت حال سے دوچار کر رکھا تھا۔ برطانیہ اتحادیوں کا سربراہ تھا‘ اس حوالہ سے سرونسٹن چرچل جو برطانیہ کے وزیراعظم تھے سب سے زیادہ دباؤ میں تھے اور ظاہر ہے ان کے پاس اس وقت سر کھجانے کا وقت نہیں تھا۔ ان ہنگامہ خیز دنوں میں سے ایک دن چرچل سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر برطانیہ کی عدالت عالیہ میں جا پہنچے اور چیف جسٹس سے ملاقات کی۔ انہوں نے چیف جسٹس سے کہا میں آپ سے صرف ایک سوال پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مجھے بتایئے آیا برطانیہ کی عدالتیں عوام کو انصاف مہیا کر رہی ہیں؟ چیف جسٹس نے فوری طور پر جواب دیا یقیناً یقیناً۔ اس پر چرچل یہ کہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے کہ پھر مجھے یقین ہے برطانیہ کو شکست نہیں دی جا سکتی۔ اسی جنگ کے دوران جب جرمنی ”ہر ہٹلر‘ ہر ہٹلر“ کے نعرہ سے گونج رہا تھا اور اس کی دہشت سے یورپ ہی نہیں ایشیا اور امریکہ بھی کانپ رہے تھے۔ ہٹلر نے چرچل سے رابطہ کیا اور اسے پیشکش کی اگر جرمنی کی دو یونیورسٹیوں پر برطانیہ فضائی حملے نہ کرے تو جرمنی آکسفورڈ اور کیمبرج پر حملہ نہیں کرے گا۔ چرچل نے یہ آفر بلا تامل قبول کر لی۔ چرچل سے پوچھا گیا کہ اس نے یہ آفر کیوں قبول کی۔ چرچل نے جواب دیا مجھے یقین ہے کہ اگر سارا برطانیہ تباہ ہو جائے اور یہ دو درسگاہیں بچ جائیں تو برطانیہ پھر حیات نو حاصل کرے گا اور اگر یہ درسگاہیں تباہ ہو گئیں اور برطانیہ بچ گیا تو مجھے برطانیہ کا مستقبل روشن نظر نہیں آتا۔

ہمیں تاریخ کے یہ واقعات ہنگامہ خیز کیسٹ سکینڈل کے انکشاف سے یاد آئے۔ کیسٹ سکینڈل کا انکشاف برطانیہ کے ایک مؤقر اخبار سنڈے ٹائمز نے کیا ہے۔ اس خبر کے مطابق جب لاہور ہائی کورٹ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور پاکستان کی سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف کرپشن کا مقدمہ چل رہا تھا تو میاں نواز شریف کے وزیر قانون خالد انور اور میاں صاحب کے انتہائی قریبی دوست سینیٹر سیف الرحمٰن نے براہ راست اس عدالت کے جج ملک قیوم پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ بے نظیر کے خلاف جلد از جلد فیصلہ سنا دیں۔ یہ دباؤ لاہور ہائی کورٹ کے اس وقت کے چیف جسٹس اور موجودہ سپریم کورٹ کے جج راشد عزیز کے ذریعے بھی مذکورہ جج پر ڈلوایا گیا تھا۔ اس کیسٹ میں سینیٹر سیف الرحمٰن‘ جسٹس قیوم کو کہتے ہیں کہ میاں صاحب بہت ناراض ہو رہے ہیں لہٰذا بے نظیر کو جلد از جلد سزا سنائی جائے۔ ایک موقع پر چیف جسٹس راشد عزیز‘ جسٹس قیوم ملک کو کہتے ہیں کہ اگر آپ نے یہ فیصلہ فوری طور پر نہ سنایا تو ہم دونوں کی چھٹی ہو سکتی ہے۔ جسٹس ملک قیوم کہتے ہیں کہ وہ صفائی کے وکلاء کو جوابی دلائل دینے کی اجازت پہلے ہی دے چکے ہیں لہٰذا ان کو تھوڑا سا وقت دیا جانا چاہئے اس کے بعد وہ تیزی سے اس معاملے کو نمٹا دیں گے۔

آج کے دور میں سب کچھ ہو سکتا ہے لہٰذا آڈیو کیسٹس بھی جعلی بنا لینا اگرچہ کوئی ناممکنات میں سے نہیں‘ لیکن میاں نواز شریف کا عدالتوں کے معاملے میں عمومی رویہ اور اس کیس میں فیصلہ جس انداز میں سنایا گیا تھا اس پر اگر نگاہ بازگشت ڈالی جائے تو یہ سب کچھ بعید از امکان محسوس نہیں ہوتا۔ میاں صاحب نے جس انداز میں احتساب عدالتیں پھر فوجی عدالتیں بنانے کی کامیاب اور ناکام کوششیں کیں ان سے سب اچھی طرح واقف ہیں۔ پھر میاں صاحب نے فیصل آباد میں جس طرح عوامی عدالت لگا کر بلدیہ فیصل آباد کے چند افسروں کو کرپشن کے الزامات میں سرعام ہتھکڑیاں لگوا دیں‘ وہ قانون اور انصاف کے بارے میں ان کی سوچ اور روش کا کھلم کھلا اظہار تھا۔ ان ہی افسروں کی ضمانت قبول کرنے پر وہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے خلاف ہو گئے تھے اور بالآخر عدالت عظمیٰ کو ”سنگسار“ کر دینے کی نوبت بھی آئی تھی۔ قانون اور انصاف کی یہ بے حرمتی اس ملک میں ہوئی جس کا نظریہ‘ بنیاد اور اساس سب کچھ اسلام ہے۔ وہ اسلام جس کا catch word عدل ہے‘ جس کی ساری عمارت ہی عدل پر کھڑی ہے‘ وہ اسلام جو اگرچہ کفر کو بھی ایک نوع کا ظلم قرار دیتا ہے لیکن بہرحال ظلم کو کفر سے بھی بدتر قرار دیتا ہے۔ پاکستان جس کا بانی ایک عظیم قانون دان تھا اور دنیا بھر میں بیسویں صدی کی وہ واحد شخصیت تھی جس نے تحریک آزادی کو قانون کے دائرے کے اندر چلایا اور کامیابی حاصل کی‘ جس نے قانون کی اس حد تک پاسداری کی کرنے کی کوشش کی کہ حاکم انگریز جو انہیں انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا تھا‘ وہ بھی انہیں گرفتار کرنے کا جواز نہ ڈھونڈ سکا۔ علامہ اقبال جنہیں مصورِ پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ بھی شجاعت اور صداقت کے ساتھ عدالت کا سبق پڑھنے کا درس دیتے ہیں۔

قارئین محترم! ایسا بھی نہیں ہے کہ میاں نواز شریف ہی ایک ایسے حاکم تھے جنہوں نے قانون اور انصاف کی دھجیاں بکھیری ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی نصف صدی سے زیادہ کی تاریخ گواہ ہے کہ یہاں عدل و انصاف اور قانون کی پاسداری کا فقدان رہا۔ گورنر جنرل غلام محمد کی آمریت کے سامنے جسٹس منیر ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ پھر ایوب خان۔ کے مارشل لاء کو کامیاب انقلاب قرار دے کر قانونی جواز مہیا کرتے ہیں۔ جسٹس انوار الحق‘ جنرل ضیاء الحق کے لئے قانون میں نظریۂ ضرورت کی بیخ لگا دیتے ہیں اور فرد واحد کو قوم کے متفقہ منظور شدہ آئین میں ترمیم کا حق بطور تحفہ پیش کرتے ہیں۔ ترمیم کا حق اب جنرل پرویز مشرف کو بھی مل چکا ہے۔ قصہ مختصر پاکستان میں حکمرانوں نے ہمیشہ عدالتوں کو اپنے دباؤ میں لانے کی کوشش کی۔ بعض استثنائی مواقع سے قطع نظر بحیثیت مجموعی ہماری عدلیہ کبھی کوئی قابل ذکر مزاحمت نہ کر سکی۔ جس سے عدلیہ کا تقدس بری طرح مجروح ہوا اور وہ عوام کی نظروں میں عزت و احترام کھو بیٹھی۔ لہٰذا انصاف کی بجائے طاقت کا بول بالا ہوا اور قومی سطح پر یہ رجحان سخت نقصان دہ ثابت ہوا۔ اسی سے بددیانتی اور کرپشن کو فروغ ملا اور یہ ناسور معاشرے کے لئے سرطان ثابت ہوا۔

آغاز میں جنگ عظیم دوم کے جس دوسرے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جس میں چرچل اور ہٹلر دونوں نے علم دوستی کی بے نظیر مثال پیش کی ہے‘ اس کے حوالے سے اپنی حالت پر نظر ڈال لیجئے۔ برصغیر ہند ایک دور میں علم و فنون کا گہوارہ تھا۔ شہنشاہِ ہند ہوں یا والیانِ ریاست‘ اساتذۂ کرام کا بہت احترام و اکرام کرتے تھے۔ شہزادے اور نوابزادے اپنے اساتذہ کے جوتے سیدھے کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ تعلیم و تعلم کوئی پیشہ نہیں بلکہ مقدس فریضہ تھا۔ اساتذہ درویش منش لوگ ہوتے تھے۔ صاحب ثروت لوگ ان کی خدمت کرنا سعادت سمجھتے تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ پاکستان جو اسی خطہ ارضی کا

ایک حصہ ہے اس میں علم و تعلیم کا شعبہ بدنام ترین پیشہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اکثر قبضہ گروپ اور جھتے باز لوگ اس پر چھائے ہوئے ہیں۔ حصول علم کے لئے طلباء کا رویہ بھی قطعی طور پر طالب علمانہ نہیں بلکہ غنڈہ گردی کا انداز ہے' اساتذہ پر اسلحہ تانا جاتا ہے' پرچے آؤٹ ہوتے ہیں' سنٹر بکتے ہیں' بوٹی مافیا انتہائی مضبوط ہے اور ناقابل شکست دکھائی دیتا ہے۔

ماضی سے باخبر' اپنے حال پر نگاہ رکھنے اور مستقبل کی فکر کرنے والے ہر پاکستانی کے لئے یہ صورتِ حال بڑی تشویشناک ہے۔ اس لئے کہ جس قول میں عدل ناپید ہو جائے اور جہالت کا اندھیرا چھا جائے اس کے انجام کے تصور سے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ہمارے بہت سے کرم فرما اس صورت حال سے پریشان رہتے ہیں اور اکثر یہ سوال کرتے رہتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے منکر آج دنیا میں معزز و مکرم ہیں' جب کہ مسلمان دنیا بھر میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں؟ پھر یہ کہ قرآن پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی اکرمؐ کی ایک حدیث مبارک کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ بے شک اللہ اب اس کتاب سے تعلق کی بنا پر قوموں کو اٹھائے گا اور گرائے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن قوموں کا قرآن سے دور کا تعلق نہیں وہ آج بڑے عروج پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال عرصہ ہوا اس سوال کا جواب دے چکے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسلام کا ایک Inner core ہے جس پر آج یورپ عمل پیرا ہے۔ جس میں توہمات کی بجائے مشاہدے اور تجربے پر علم استوار کرنا' ایفائے عہد' دیانت داری' جھوٹ اور دغا سے بچنا شامل ہے۔ پھر اجتماعی سطح پر فلاحی ریاست کا قیام ہے جس میں تمام بنیادی ضروریات کا فراہم کرنا یا بے روزگاری الاؤنس دینا شامل ہے۔ عدل و انصاف کا قیام اور علم کی روشنی سے عوام کے سینے منور کرنا بھی حکومتی ذمہ داری ہے۔ چونکہ وہاں یہ سب کچھ بغیر ایمان اور صرف دنیا میں فرد اور اجتماعیت کا مستقبل سنوارنے کی نیت سے کیا جاتا ہے لہٰذا اس کے ثمرات بھی دنیا اور دنیوی زندگی تک محدود ہوتے ہیں۔ مسلمان کو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا چاہئے کہ اسے ایسی ہدایت سے نوازا گیا ہے کہ اگر وہ اس کا حقیقی پیروکار بن جائے تو دنیا میں بھی عزت و توقیر سے زندگی بسر کرے گا اور آخرت میں ایسی نعمتیں اس کی منتظر ہیں جن کا دنیا میں کوئی تصور بھی قائم نہیں کیا جا سکتا۔ شرط صرف ایمان اور عمل کی ہے۔ اسلامی گھرانے میں پیدا ہونا خوش قسمتی یقیناً ہے لیکن دنیا اور آخرت میں سرخرو ہونے کے لئے عمل کی متاع ناگزیر ہے۔ قوم کو حکیم امت کا یہ پیغام ایک بار پھر یاد دلانے کی ضرورت ہے ؏

سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بقیہ : منبر و محراب

جاگیردارانہ اور سودی نظام کو ختم کرنا ہوگا اور یہ کام الیکشن کے ذریعے نہیں ہو سکتا۔ الیکشن تو محض پہلے سے قائم کسی نظام کو چلانے کے لئے ہوتے ہیں' نظام کو بدلنے کے لئے نہیں ہوتے۔ مروجہ نظام کے تحت الیکشن میں ۷۰% سے زیادہ ووٹ انہی جاگیرداروں' وڈیروں اور سرمایہ داروں کو ملیں گے۔ اس اعتبار سے انتخابات سعی لاحاصل ہیں۔ کیونکہ جتنے چاہے شفاف الیکشن کروالیں' انہی کے بھانجے بھتیجے منتخب ہوں گے۔

حقیقی اسلام کے لئے صرف انقلاب کا راستہ ہے۔ لہٰذا میری تجویز ہے کہ دینی جماعتیں متحد ہوں اور الیکشن کی سیاست چھوڑ کر انقلاب کی راہ اختیار کریں۔ الیکشن کے معاملے کو ایک طرف چلنے دیں' لیکن خود اس میں شامل نہ ہوں۔ دینی جماعتیں بھی اگر ووٹ مانگنے میں لگی رہیں تو ان کی رہی سہی وقعت بھی باقی نہیں رہے گی۔

رفقاء نوٹ فرمالیں

تنظیم اسلامی کا علاقائی اجتماع

برائے پنجاب و آزاد کشمیر

۲۳ فروری بروز جمعہ ۱۲:۳۰ سے

۲۵ فروری اتوار نماز ظہر تک

بمقام سادھو کے منعقد ہو رہا ہے

☆ اجتماع کا آغاز بروز جمعہ امیر تنظیم کے خطاب جمعہ سے ہوگا۔

☆ رفقاء وقت سے پہلے پہنچنے کی کوشش کریں

ضرورت رشتہ

ہمارے بیٹے ڈاکٹر محمد رفیق (فزیوتھراپسٹ) جو کہ کینیڈا میں مقیم ہیں ان کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ مذہبی گھرانے سے بچی کا رشتہ درکار ہے جو کینیڈا ساتھ جا سکے۔
رابطہ ڈاکٹر محمد شفیق
فون: 0431-253402

اس اعتبار سے شذرہ نگار نے بالکل درست کہا ہے اور یہی میرا بھی موقف ہے کہ اگر دینی جماعتیں متحد ہو کر پریشر گروپ بنائیں اور پر امن ایجی ٹیشن کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالیں تو پرامن طور پر خلافت کا نظام قائم ہو سکتا ہے۔ جس طرح کہ اس سے قبل دینی جماعتوں اور بالخصوص جماعت اسلامی نے مطالباتی مہم چلا کر قرارداد مقاصد منظور کروائی تھی کیونکہ اس وقت تک جماعت اسلامی الیکشن میں شامل نہیں ہوئی تھی۔

آخری بات یہ کہ عہد حاضر میں جدید مثالی اسلامی ریاست کے قیام کا امکان اگر کہیں ہے تو صرف پاکستان میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر سے قیام خلافت کے آرزومند اب یہاں جمع ہو رہے ہیں' لہٰذا دینی جماعتوں کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر لینی چاہئے۔

(مرتب : فرقان دانش خان)

بقیہ : یہودیت اور اسرائیل

لنڈسے Hal Lindsey کی کتاب The Late, سے آگے تھی۔ اس عنوان سے ایک فلم بنی۔ اورسن ویلز Orson Welles نے اس کے مکالمے تیار کئے اور یہ سلسلہ بعد میں مزید بہتر ہوتا رہا۔ لنڈسے نے چار دیگر کتابیں لکھی ہیں جن میں There's a New World Coming نمایاں ہے جو تمام تر آرمیگاڈان کی پیشن گوئیوں پر مشتمل ہے۔

۱۹۹۰ء کی دہائی میں عیسائی پادری ٹم لاہئی Tim LaHaye کی چار کتب کی سیریز Left Behind جس میں عیسائیوں کے دوبارہ پیدا ہونے کی مسرت انگیز کیفیات درج ہیں۔ قریباً تین ملین کی تعداد میں فروخت ہوئی۔ ''پبلشرز ویکلی'' کے ایڈیٹر کا کہنا تھا کہ وال مارٹ، ٹارگٹ اور K مارٹ جیسی جگہوں پر فروخت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کرسچین کے علاوہ سیکولر افراد میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہے چنانچہ یہ فکر ہمارے کلچر میں تیزی سے سرایت کر رہا ہے۔

(جاری ہے)

ضرورت WEB DESIGNER

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبہ سمع و بصر کو ایک Web Designer کی ضرورت ہے جو کہ اس کام کے جملہ Softwares میں کام کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

رابطہ: ناظم شعبہ سمع و بصر' قرآن اکیڈمی
۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو

ساتھیو! آپ نے کراچی میں ہونے والے تنظیم اسلامی کے علاقائی اجتماع میں چمنستان قرآن کے بلبل (محترم ڈاکٹر اسرار احمد) کو جو اب تک قرآن کی نغمہ سرائی میں مصروف ہیں' ایک خاص حوالے سے نوحہ کناں بھی دیکھا۔ آپ نے بھی یہ نوٹ کیا ہو گا کہ بات کم کوشی کے شکوے سے آگے بڑھ کر ناقدری کی شکایت تک جا پہنچی ہے اور کیوں نہ پہنچے جبکہ ایک ایسی خاتون جس نے کبھی تنظیمی اجتماعات میں شرکت نہیں کی' اس خوش بخت خاتون نے جو درس نظامی کی تکمیل کر چکی ہیں اور مستند عالمہ ہیں' دورۂ ترجمہ قرآن کے کیسٹس کے مکمل سیٹ کی متعدد بار سماعت ہی نہیں کی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر دورۂ ترجمہ قرآن کے بڑے حصے کو صفحہ قرطاس پر بھی

محمد سمیع

منتقل کر لیا ۔

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

ایک وہ خاتون تھیں (حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا) جنہوں نے اسلام کے لئے شہادت میں سبقت حاصل کی اور ایک یہ خاتون ہیں جو اپنے دروس قرآن کے ذریعہ حیدر آباد میں فریضہ شہادت حق ادا کر رہی ہیں ۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
بڑھا کے جو اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

جی تو یہ چاہ رہا ہے کہ اس وقت آپ کو عرشی بھوپالی کی یہ نظم سناؤں ۔

ایٹمی طاقتوں کے سائے میں
امن کے بج رہے ہیں نقارے
موت کے دیوتا کے جبڑوں سے
مل رہا ہے حیات کا پیغام
منڈیوں کے سفید بیوپاری
سرد بازاریوں سے گھبرا کر
کارخانے نئے سجاتے ہیں
ڈھیر فولاد کے لگاتے ہیں
یہ درندے خدا کی دھرتی کو
"ایشیا" کی غریب بستی کو
ناگاساکی بنا کے چھوڑیں گے
ہیروشیما بنا کے چھوڑیں گے

لہٰذا ۔

ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو
جنگ بازوں کا ملک گیروں کا
قافلہ تیز گام ہے کتنا
اور بھی قافلوں کو تیز کرو
جنگ کے دیوتا کے سینے پر
چڑھ کے لہرا دو امن کا پرچم

لیکن چونکہ ہم اپنے قافلہ کو تاحال تیز گام نہ کر سکے' لہٰذا صرف اسی پر اکتفا کیجئے کہ ۔

امن و انصاف کے گیت گاتے ہوئے
انقلابی پھریرے اڑاتے ہوئے
کارزارِ حوادث میں بڑھتے ہوئے
اور طوفاں کی مانند چڑھتے ہوئے
والہانہ بڑھو نوجواں ساتھیو
نوجواں ساتھیو! والہانہ بڑھو
دور منزل سہی ہم تھکے تو نہیں

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

گوشہ خواتین

ایک منفرد گھرانا۔ ایک تابناک مثال

—— امت المعطی ——

گزشتہ ماہ کراچی میں منعقد ہونے والے تنظیم اسلامی حلقہ سندھ اور بلوچستان کے علاقائی سہ روزہ اجتماع کے موقع پر امیر محترم' اور نائب امیر (یعنی والد محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور برادرم حافظ عاکف سعید) کے ساتھ ساتھ ناظمہ تنظیم اسلامی (محترمہ والدہ صاحبہ) اور راقمہ بھی شریک سفر تھیں۔ اجتماع کے بعد ایک روز کے لئے حیدر آباد کی ایک معروف شخصیت سید ہارون الرشید کی دعوت پر ہم سب حیدر آباد گئے۔ ان کا انتہائی پر خلوص اور محبت بھرا استقبال ہمیشہ یاد رہے گا۔ سید ہارون الرشید صاحب کا گھرانہ اس لحاظ سے ایک منفرد گھرانہ ہے کہ ان کے گھر کے تمام افراد بشمول سید صاحب کی ضعیف والدہ صاحبہ کے' دین کے کاموں میں مشغول و منہمک ہیں۔ سید ہارون الرشید نے اپنے بچوں اور بچیوں کو حفظ قرآن کروانے کے بعد گھر پر ہی ان کی دینی تعلیم کا انتظام کیا اور افادۂ عام کی خاطر گھر میں ہی "مدرسۃ السادات للبنین والبنات" قائم کیا۔ یہ منفرد خاندان گزشتہ کئی سالوں سے امیر محترم کے دروس و خطابات بھی دلچسپی سے سنتا رہا ہے۔ سید صاحب کی ایک صاحبزادی گزشتہ دو برسوں سے پورا دورۂ ترجمہ قرآن سن کر اور نوٹس بنا کر رمضان المبارک میں خود دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کرتی رہی ہیں اور ماشاء اللہ خواتین کی کافی بڑی تعداد اس پروگرام میں شریک رہی ہے۔ ان کی صاحبزادی کے بقول ان کے دل میں شدید خواہش تھی کہ محترم ڈاکٹر صاحب اس گھر میں' جہاں کئی سالوں سے ان کی آواز' بذریعہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کے گونج رہی ہے' خود تشریف لائیں اور ہم بنفس نفیس ان سے بات چیت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کی۔ الحمد للہ امیر محترم نے اس موقع پر ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے احباب اور صحافیوں سے خطاب کے ساتھ ساتھ خواتین سے بھی خطاب کیا اور دین کا انقلابی تصور ان کے سامنے رکھا۔ اللہ کرے یہ "دینی گھرانہ" دین کے صحیح اور جامع تصور کو لے کر آگے بڑھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی کوشش قبول فرمائے۔ آمین

امریکہ کے راسخ العقیدہ عیسائیوں میں

یہودیت اور اسرائیل

سے پرجوش تعاون و تقویت کی ایک

نئی تحریک! (2)

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

پرہجوم اجتماعات منعقد کرنے کی شہرت کے حوالہ سے ۱۹۹۹ء میں نیویارک ٹائمز کے صفحہ اول پر جگہ پانے والے لوئس پالن Luis Palan کا خیال ہے کہ وہ ۶۷ اقوام سے تعلق رکھنے والے ۱۲ملین افراد کو خطاب کرچکے ہیں۔ وہ ہر ہفتہ کیبل ٹی وی کے علاوہ روزانہ ریڈیو پر تین پروگرام نشر کرتے ہیں جو ۲۲ ممالک میں سنا جاتا ہے۔

آرمیگاڈان تصور کے مقبول عام مبلغ نہ صرف پرہجوم سامعین سے مخاطب ہوتے ہیں بلکہ بھاری رقوم بھی جمع کرتے ہیں۔

تلسا Tulsa کے منسٹر (پادری) Oral Roberts نے ایک دفعہ اپنے سامعین کو بتایا کہ اسے ۸ ملین ڈالر درکار ہیں، بصورت دیگر اللہ میاں مجھے واپس بلا لے گا۔ لوگوں نے اسے رقم فراہم کردی۔

WA. Criswell نامی ڈلاس کے ۲۶ ہزار اراکین پر مشتمل فرسٹ بپٹسٹ چرچ کے پاسٹر (پادری) نے اپنے سامعین کو بتایا کہ چرچ کے بجلی وغیرہ کے بل ادا کرنے ہیں۔ جس کے لئے ایک ملین ڈالر کی رقم درکار ہے اسے یہ رقم ایک ہی اتوار کے اجتماع میں مل گئی۔

پٹ رابرٹسن (Pat Robertson) نے ورجینیا بیچ میں کرسچن براڈ کاسٹنگ نیٹ ورک (CBN) تعمیر کیا جس کا سالانہ ٹیکس فری منافع ۹۷ ملین ڈالر تک ہے۔ CBN کے اندر اس نے فیملی چینل شروع کیا جو ملک کا ساتواں بڑا کیبل نیٹ ورک ہے۔ اس پر رابرٹسن کا عوامی پسندکا ''دی ۷۰۰ کلب'' ٹاک شو دکھایا جاتا ہے۔ مصنف Robert Boston کا کہنا ہے کہ یہ شو جتنا مذہبی ہے اتنا ہی سیاسی ہے۔ ۱۹۹۷ء میں رابرٹسن نے فیملی چینل فاکس ٹیلی ویژن کو ایک اعشاریہ نو بلین ڈالر کے عوض بیچ دیا۔ بوسٹن نے رابرٹسن کی جو سوانح عمری The most dangerous man in America یعنی امریکہ کا خطرناک ترین آدمی؟ لکھی ہے اس میں کہا ہے کہ ٹیکس سے استثنا مذہبی نشریات کے ذریعے حاصل ہونے والی رقوم سے دوسرے منصوبوں کا آغاز ہوا، جن میں ''کرسچین کولیشن'' جیسے سیاسی منصوبے شامل ہیں۔ ۲۵ ملین ڈالر سالانہ بجٹ کا حامل کرسچین کولیشن منصوبہ ایک اعشاریہ سات ملین ممبران پر مشتمل ہے اس کے علاوہ ۵۰ ریاستوں میں ۱۶۰۰ مقامی تنظیمیں اور دفاتر ہیں۔ بوسٹن کا کہنا ہے کہ امریکہ میں کرسچین کولیشن بلاشبہ واحد سب سے بڑی موثر سیاسی تنظیم ہے۔

زائرے کے ڈکٹیٹر مرحوم صدر موبوتو کا مستقل حامی، رابرٹسن زائرے میں ہیروں کی ایک کان کے علاوہ ٹیکس فری خیراتی ادارے اپریشن بلیسنگ Operation Blessing کا مالک ہے جو دنیا بھر کے لئے فضائی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں ریاست ورجینیا کے سینئر جیٹ ڈی ہاول Janet D. Howell نے اپریشن بلیسنگ کے پائلٹوں کی اس رپورٹ کے بعد ٹیکس سے رعایت کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا تھا جس میں الزام عائد کیا گیا تھا کہ بعض طیاروں کو رابرٹسن کی ملکیتی ہیروں کی کان کے لئے آلات لانے میں استعمال کیا گیا تھا۔

۱۹۹۹ء تک رابرٹسن، جس نے ۱۹۸۸ء میں صدارتی امیدوار کے طور پر انتخابات میں حصہ لیا تھا، ایک بہت بڑے بنک کے چیئرمین بننے کے لئے پر تول رہا تھا۔ اس کے بنک آف سکاٹ لینڈ سے الحاق شدہ نئے مجوزہ قومی بنک کی کوئی ذیلی شاخ نہیں ہوگی بلکہ کھاتہ داروں سے فون اور ڈاک کے ذریعہ رابطہ ہوگا۔ یہی طریقہ اس نے CBN اور کرسچین کولیشن کے لئے عطیات کی وصولی کے ذیل میں اختیار کیا تھا۔ نیویارک ٹائمز ۳ مارچ ۱۹۹۹ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون کی رو سے رابرٹسن ایک ''نمایاں اقلیتی حصہ دار'' کے ناتے اپنی امریکی ہولڈنگ کمپنی کے چیئرمین ہوں گے۔

قطر میں سابق امریکی سفیر اور امریکن ایجوکیشنل ٹرسٹ کے موجودہ صدر انڈریوکلگور Andrew Killgore کا کہنا تھا کہ اگر کوئی بیرونی طاقت رابرٹسن کے ایجنڈے کو آگے بڑھانا چاہے تو ان کا بیرون بنک سے الحاق یہ کام آسان بنا دے گا۔

آرمیگاڈان کے مدمقابل پر لکھی جانے والی کتابیں سب سے زیادہ بکنے والی نہ بھی ہوں، جان گریشام John Grisham کے ناولوں کے ہم پلہ ضرور ہیں۔ ہال

(باقی صفحہ 6 پر)

ایونجلیکل ازم

ایونجلیکالزم Evangelicalism جو زیادہ تر کٹر بنیاد پرستانہ عقیدہ ہے' اب تک بھگ ایک چوتھائی امریکیوں پر مشتمل ہے۔ (ولیم مارٹن' پروفیسر آف سوشیالوجی را ئس یونیورسٹی)

امریکہ میں انتہائی تیزی سے پھیلنے والا مذہبی فرقہ

امریکہ میں ایک نیا مذہبی فرقہ رونما ہوا ہے۔ اس کا تعلق درمیانے سے اونچے درمیانی طبقہ کے امریکیوں سے ہے۔ انہیں ان معنوں میں "دیوانے" نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ ہوں۔ ان کا کام وعظ سننا اور ان پادریوں کو ہر ہفتے لاکھوں ڈالر چندہ دینا ہے جو ٹی وی پر آکر اس فرقہ کے بنیادی عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ لوگ Hal Lindsey اور Tim LaHaye کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ ان کی ایک ہی منزل مقصود ہے: اللہ کے لئے انہیں جنت تک پہنچانے میں آسانی پیدا کرنا تاکہ وہ کسی دشواری کے بغیر جنت میں داخل ہوں اور وہاں سے آرمیگاڈان اور قیامت برپا ہوتے ہوئے دیکھیں۔ یہ عقیدہ خدائی اجتماعات' یوم تیس اور دیگر کرشماتی چرچوں کے ساتھ ساتھ جنوبی بپٹسٹ' آزاد بپٹسٹ اور لاتعداد نام نہاد بائبل چرچوں اور میگا چرچوں کے ذریعہ لوگوں میں سرایت کرتا ہے۔ کم از کم ہر دس امریکیوں میں سے ایک اس فرقہ کا شیدائی ہے۔ آج کی عیسائیت میں یہ فرقہ انتہائی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورہ بنگلہ دیش (2)

مورخہ ۱۷ نومبر ۲۰۰۰ء صبح ساڑھے سات بجے کاکس بازار کے لئے روانہ ہوئے ڈھاکہ بوڑھی گنگا ندی 'تراغ ندی اور سیتالکھیا (sita luhk-ya) ندی کے درمیان واقع ہے- چاٹگام کی طرف جاتے ہوئے سیتالکھیا کا پل عبور کرنا پڑا ہے- جمعہ کی تعطیل کے باوجود اس پل تک پہنچنے میں گاڑیوں کے رش کی وجہ سے بہت وقت خرچ ہوا- ڈھاکہ سے چاٹگمام روڈ عام سطح زمین سے بلند اور مضبوط بنائی گئی ہے- انڈیا فرخا بیراج کے گیٹ کھول دے تو یہ علاقہ زیر آب آجاتا ہے لیکن یہ شاہراہ کافی حد تک محفوظ رہتی ہے- میگھنا دریا جو پدما دریا سے نکلتا ہے' راستے میں ہے- یہ گہرا دریا ہے اور دو بڑے حصوں میں بٹ گیا ہے- درمیان میں خشک زمین کے حصے نمایاں ہو گئے ہیں- اس درمیانی خشک اور کھلے علاقہ میں شہداء کی یادگار بھی تعمیر کی گئی ہے- نرائن گنج کے بعد کومیلا کا علاقہ آتا ہے- دونوں اطراف میں پانی مچھلی فارموں کی شکل دی گئی ہے- یہاں کچھ لوگ مچھلیاں پکڑ رہے تھے- اکثر لوگ تالابوں میں بانسوں کی مچان سی بنا کر مچھلی پکڑنے کا جال وغیرہ اسی پر لٹکائے رکھتے ہیں- کومیلا میں مینامتی کنٹونمنٹ ہے- بھارت کے قریب دفاعی اہمیت کا مقام ہے- اس کنٹونمنٹ میں پاکستانی فوج تعینات تھی- برلب سڑک خوبصورت نور جہاں ریسٹورنٹ ہے- یہاں ہم نے چائے اور کافی پی اور پھر چاٹگام کی طرف روانہ ہوئے- سڑک کے دونوں جانب پھیلے ہوئے چاول کے کھیت اور تال کے خوبصورت درخت سر اٹھائے کھڑے تھے- بائیں جانب مٹی کی سرسبز پہاڑیوں کا سلسلہ سڑک کے ساتھ ساتھ چلتا ہے- اس کی دوسری جانب انڈیا کا علاقہ ہے- یہاں سے مال کی غیر قانونی نقل و حرکت جاری رہتی ہے- کومیلا کے بعد وتی ڈسٹرکٹ کا علاقہ ہے- اس ڈسٹرکٹ کے ایک گاؤں میں موجودہ اپوزیشن لیڈر خالدہ ضیاء کی پیدائش ہوئی- جہاں سے سڑک چاٹگام میں داخل ہوتی ہے- وہاں لکڑی اور بانس کی بڑی مارکیٹ ہے- بائیں جانب پہاڑیوں پر جنگلات ہیں- جن میں شیر، چیتا اور ہاتھی جیسے جانور ملتے ہیں-

پاکستان میں شامیانے اور مکان پر روشنیوں کا مطلب ہوتا ہے کہ یہاں کوئی شادی ہونے والی ہے جبکہ بنگلہ دیش میں اس مقصد کے لئے بانسوں کے بنے ہوئے دروازے کو مختلف رنگوں کے کپڑوں سے سجایا جاتا ہے- ان آرائشی دروازوں کی کثرت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ پاکستان کی طرح بنگلہ دیش میں بھی رمضان سے پہلے شادیوں کا زور ہے-

بعد ظہر ۲:۲۰ پر چاٹگام گیٹ عبور کیا- یہاں بحری جہاز توڑنے کا کام ہوتا ہے- جس کا اندازہ برلب سڑک کباڑ کی دکانوں پر پڑے لوہے کے سامان کو دیکھ کر ہو جاتا ہے- تین بجے سے پہلے مرکز الفلاح نماز کے لئے پہنچے- یہ ایک وسیع و عریض مسجد ہے جو ابھی زیر تعمیر ہے- اس کے سامنے مخالف سمت میں سینما گھر ہے- اور اس کی دائیں طرف لال چھت والی وہ بلڈنگ ہے جس میں ضیاء الرحمٰن کو قتل کیا گیا تھا- یہاں سے نکلے تو گاڑی پنکچر ہو گئی- چنانچہ پنکچر لگوانے کے دوران ہم نے قریبی چوک میں کھانا کھایا اور بعد نماز عصر کاکس بازار کے لئے روانہ ہوئے- چاٹگام سے باہر نکل رہے تھے تو اس روڈ پر واقع چھوٹے شہروں اور دیہاتوں سے لوگوں کی بھری ہوئی بسیں آرہی تھیں- ان پر لاؤڈ سپیکر نصب تھے اور لوگ نعرے لگا رہے تھے- یہ لوگ جماعت اسلامی کے دلاور حسین سعید کے تین روزہ درس قرآن کی آخری نشست میں شرکت کے لئے آرہے تھے- اگلے دن اخبار میں اس درس قرآن کی مجلس کی نمایاں تصویر اور خبر شائع ہوئی- جس میں کچھ غیر مسلم نوجوانوں کو اسلام قبول کرتے ہوئے بھی دکھایا گیا تھا- چاٹگام سے باہر کرنافلی دریا ہے جس کے کنارے کرنافلی پیپر ملز ہے- آزادی کی جنگ میں قتل و غارت کا آغاز اسی مل سے ہوا تھا-

کاکس بازار تک روڈ بہت عمدہ ہے- تمام روڈ پر گاؤں اور بستیاں ہیں- دھوتی، قمیض، کرتہ اور چپل چھوٹے بڑوں کا لباس ہے- دین دار لوگ ٹوپی پہنتے ہیں- جبکہ شہری پڑھے لکھے نوجوان پتلون شرٹ پہنتے ہیں- آبادی کی کثرت ان بستیوں میں لوگوں کی چلت پھرت سے نمایاں ہے- ان بستیوں میں برلب سڑک اکا دکا ملٹی سٹوری عمارتیں نظر آتی ہیں- اکثر سنگل سٹوری مارکیٹیں ہیں- اور ان کے پیچھے تنگ گلیوں میں لوہے کی چھتوں والے مکان جن میں لکڑی اور بانس کا استعمال ہوا ہے- غریبی اور امیری کا فرق، امپورٹڈ کار اور سائیکل رکشا سے جانا جا سکتا ہے- سائیکل رکشا بے شمار ہیں اور یہ عام آدمی کی سواری ہے- اسے ایک آدمی سائیکل کی طرح چلاتا ہے-

(باقی صفحہ 11 پر)

اعلان تصحیح

① گزشتہ قسط میں بنگلہ دیش کی دو سیاسی پارٹیوں کا ذکر تھا جن میں سے ایک کا نام جاتیو پارٹی ہے جس کے صدر حسین محمد ارشاد ہیں' جن کا پارٹی میں فعال کردار ہے۔ دوسری پارٹی کا نام بھی جس کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ اس میں اصل فعال کردار اس کے صدر نہیں بلکہ سیکرٹری ادا کر رہے ہیں' غلطی سے جاتیو پارٹی ہو گیا تھا' نوٹ کر لیا جائے کہ درست نام "جاشد پارٹی" ہے۔

② ڈھاکہ کی فلائٹ کے حوالے سے مذکور اس بات کی بھی تصحیح کر لی جائے کہ کراچی سے ڈھاکہ تک فلائٹ ٹائم ۲ گھنٹے ۲۵ منٹ نہیں' بلکہ ۲ گھنٹے ۵۵ منٹ ہے۔

③ تحریک خلافت بنگلہ دیش کے بانی حافظ جی حضور کے بارے میں گزشتہ قسط میں مذکور ایک معاملے کی تصحیح تحریک خلافت بنگلہ دیش کے امیر مولانا احمد اللہ اشرف صاحب نے فرمائی جو انٹرنیشنل خلافت کانفرنس میں شرکت کی غرض سے ہماری دعوت پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اس الزام کو خلاف واقعہ قرار دیا کہ حافظ جی حضور کا یہ اقدام کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین نامزد کیا ہرگز باعث نزاع نہیں تھا بلکہ حافظ جی حضور کی جماعت کے جو ارکان ان کی زندگی ہی میں تحریک کو چھوڑ گئے تھے ان کی علیحدگی نامزدگی کے اعلان سے قبل ہوئی تھی اور اس کے اسباب کچھ اور تھے' نامزدگی کے بعد ایسا معاملہ پیش نہیں آیا۔

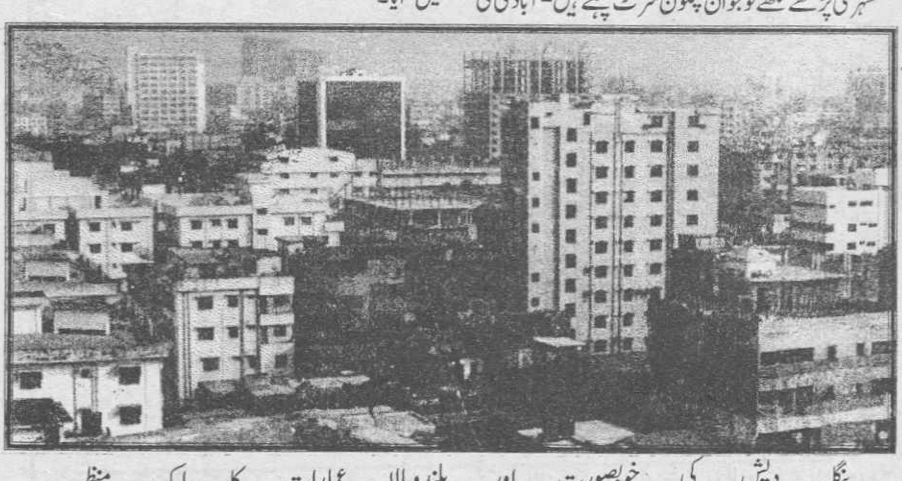

بنگلہ دیش کی خوبصورت اور بلندوبالا عمارات کا ایک منظر

کاروان خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ و بلوچستان کے علاقائی اجتماع میں امیر تنظیم کے خطابات

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اکیڈمی میں علاقائی اجتماع برائے سندھ و بلوچستان کے پہلے روز شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جن قوموں نے اپنے وقت کے رسول کی تکذیب کی' اللہ تعالیٰ نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ البتہ مسلمان امتوں کا خاتمہ تو نہیں کیا گیا تاہم رسولوں کے ذریعہ حاصل ہونے والے احکامات پر عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں تکذیب کی بناء پر چھوٹے چھوٹے عذابوں سے گزارا جاتا ہے۔ سابق امت مسلمہ یعنی یہود عذاب استیصال کی مستحق ہو چکی ہے کیونکہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب کی تاہم ان کی سزا کا معاملہ موخر ہے۔ محسوس یوں ہوتا ہے کہ اس سزا سے پہلے ان کو عربوں کی سزا کا ذریعہ بنایا جائے گا۔ بنیاد پرست یہود نہ صرف گنبد صخریٰ سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں بلکہ وہ یروشلم کی تقسیم پر بھی آمادہ نظر نہیں آتے۔ فلسطین کا مسئلہ لاینحل ہو چکا ہے جس کے نتیجہ میں ایک ہولناک جنگ کا آغاز ہوتا نظر آ رہا ہے جیسا کہ احادیث میں الملحمة العظمٰی کے نتیجے میں عربوں کی تباہی کی خبر آئی ہے۔ پاکستان کو تاریخ کے جبر نے ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں اس کے لئے افغانستان کے ساتھ متحد ہو کر مغرب کے خلاف بغاوت ناگزیر ہو گئی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے علاقائی اجتماع کے دوسرے روز شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کی مرکزی دعوت بندگی رب ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کریم کے جملہ احکامات خواہ وہ انفرادی زندگی سے متعلق ہوں یا اجتماعی زندگی سے' ان پر عمل کیا جائے۔ آج کے دور میں کامل بندگی رب کے تقاضوں کو پورا کرنا ممکن نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ انفرادی زندگی میں احکامات کو نافذ کیا جائے اور یہ بھی فی زمانہ بہت دشوار ہے اور اس کے لئے عزیمت درکار ہے۔ لہٰذا عوام الناس کی عظیم اکثریت اپنی انفرادی زندگی میں بھی بندگی رب کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ اجتماعی زندگی پر طاغوتی نظام کا غلبہ ہے لہٰذا انسان نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ کی بندگی سے انحراف پر مجبور ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جزوی بندگی درکار نہیں بلکہ قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو جو کتاب اللہ کی چند باتوں پر عمل کریں اور چند پر نہ کریں' دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید دی گئی ہے۔ اللہ کے دین کے قیام کی جدوجہد کسی منظم جماعت میں شمولیت کے بغیر ممکن نہیں۔ منظم جماعت کی تلاش کے لئے جن شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت ہے وہ واضح مقصد' بیعت کی بنیاد پر قیام' سیرت نبوی ﷺ سے قریب ترین طریقۂ کار اور امیر جماعت کا خلوص و اخلاص ہے۔ افغانستان کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں حنفی عقائد پر مبنی قوانین شریعت کا نفاذ ہو چکا ہے اور انہوں نے بڑی جرأت کا اظہار کرتے ہوئے ارتداد کے خلاف قانون بھی نافذ کر دیا ہے جس کے لئے ہم ان کو سلام کرتے ہیں البتہ عصر حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے عوامی آراء حکومت میں شامل نہیں۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے علاقائی اجتماع حلقہ سندھ و بلوچستان کے تیسرے روز شرکاء سے قرآن اکیڈمی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام انقلابی فکر پر مبنی

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کراچی و حیدر آباد

کراچی گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے مختلف النوع دہشت گردیوں کی لپیٹ میں ہے۔ گزشتہ چند ماہ سے امن و امان کی صورت قدرے بہتر ہوئی تھی کہ اچانک قتل و غارت کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ کچھ نادیدہ قوتوں کو کراچی کا امن نہیں بھاتا۔ ڈاکٹر اطہر قریشی کے بعد تسلسل کے ساتھ چند اہل تشیع حضرات کی باری آئی اور حال ہی میں مولانا سلیم اللہ خاں کی جامعہ فاروقیہ کے تین اساتذہ کرام سمیت ۱۵ افراد قتل کر دیئے گئے۔ امیر محترم نے ۳۱ جنوری کی دوپہر جامعہ فاروقیہ میں تشریف لے جا کر مولانا سلیم اللہ خان سے تعزیت فرمائی۔ بعدازاں' اسی شام وہ تحریک اسلامی کے دفتر تشریف لے گئے اور زاہد حسین امیر تحریک اسلامی سے تعزیت کی۔

دوسرے دن دو بجے پریس کلب میں امیر محترم نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ تحریری بیان کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ امیر محترم نے سوالات کے مفصل جوابات دیئے۔

۲۴ جنوری کو امیر محترم نے ہارون الرشید ایڈووکیٹ صاحب کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ ہارون الرشید صاحب نے اپنی رہائش گاہ کے عقبی حصہ میں واقع جامعہ السادات کا معائنہ کرایا۔ یہ جامعہ وفاق المدارس سے منظور شدہ ہے۔ امیر محترم نے حیدر آباد کی مشہور شخصیت نواب مظفر حسین مرحوم کے صاحبزادے نواب راشد صاحب' سابق صوبائی وزیر سید صبغت اللہ شاہ صاحب' مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سے ملاقات کی۔ نواب صاحب نے بتایا کہ اب سندھ میں سندھی اور مہاجر دونوں طبقوں کو شعوری طور پر یہ احساس ہو گیا ہے کہ محاذ آرائی ان کے حق میں نہیں لہٰذا ان کے درمیان خلیج میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے جو کہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ حافظ محمد موسیٰ بھٹو صاحب نے اس موقع پر گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ روس کے زوال کے بعد قوم پرستوں میں انتشار پیدا ہوا ہے اور ان کی قوت میں ضعف واقع ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قومیت پرستی نے وطن عزیز کو شدید نقصان پہنچایا ہے جس کا آغاز سقوط ڈھاکہ سے ہوا۔ لہٰذا یہ بھی ہمارے لئے ایک خوش آئند خبر تھی۔ صحافیوں میں سب سے پہلے پہنچنے والے "جسارت" کے نمائندے محمد ظہیر صاحب تھے۔ انہوں نے بتایا کہ الطاف حسین صاحب اب سندھی قوم پرستوں کے ساتھ اتحاد کے لئے کوشاں ہیں۔ پریس کانفرنس کا باقاعدہ آغاز امیر محترم کے خطاب سے ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کی مائکرو پالیٹکس کی صورتحال یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ ملک اس وعدے پر حاصل کیا تھا کہ یہاں ہم اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ کریں گے۔ ہم نے تاحال اس وعدے سے انحراف کر رکھا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ کی آیات کی روشنی میں ہمارے دلوں میں نفاق پیدا کر دیا ہے۔ جھوٹ' وعدہ خلافی اور خیانت ہمارا قومی کردار بن گیا ہے۔ نفاق باہمی کے نتیجہ میں ہم علاقائی' لسانی قومیتوں اور مذہبی فرقہ واریت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور سورۂ آل عمران کی آیت کے مصداق ہم "آگ کے دہانے" پر کھڑے ہیں۔ ہمارے دستور میں نظام خلافت کے تمام تقاضے شامل ہیں لیکن چور دروازے بھی موجود ہیں جس کے نتیجے میں یہ منافقت کا پلندہ بن چکا ہے۔ دفعہ ۲۲۷ بھی موجود ہے لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ فیڈرل شریعت کورٹ بھی موجود ہے لیکن دستور پاکستان' ضابطہ دیوانی حتیٰ کہ عائلی قوانین بھی اس کے دائرے سے باہر ہیں۔ تاہم احادیث میں وارد پیشین گوئیوں کے مطابق عالمی سطح پر نظام خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا آغاز ان شاء اللہ پاکستان اور افغانستان سے ہی ہو گا۔ اس سوال کے جواب میں کہ ملک میں کنفیڈریشن کے نعروں کی فضا میں کیا یہ سب ممکن ہے' انہوں نے کہا کہ بظاہر امکان تو نظر نہیں آتا تاہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے "غیبی مداخلت" کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اکوڑہ خٹک میں منعقدہ دینی جماعتوں کے کنونشن میں ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ اقوام متحدہ کے مبصر یہاں آئے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا تاہم علاقہ غیر کے اپنے قوانین ہیں۔ پاکستان کی مائکرو پالیٹکس کے حوالے سے ہماری یہ سوچی سمجھی رائے ہے کہ موجودہ انتخابی نظام کے ذریعہ سے اسلام کا نفاذ ممکن نہیں لہٰذا ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ گاؤ آمد و خر رفت کہ خر آمد و گاؤ رفت' ہم تو منہج انقلاب نبوی پر گامزن رہتے ہوئے کشمکش اقتدار سے الگ رہ کر انقلابی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ پریس کانفرنس کے اختتام پر ہارون الرشید صاحب نے ظہرانہ کا اہتمام کر رکھا تھا۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

ایک مکمل دین ہے جو انسان کے انفرادی گوشے عقیدے' عبادات اور رسوم اور اجتماعی نظام معاشرت' معیشت اور سیاست پر محیط ہے جبکہ سیکولر نظام انسان کے انفرادی معاملات میں تو دین کی مداخلت قبول کرتا ہے البتہ اجتماعی نظام کو سیکولرازم سے خارج کردیا گیا ہے۔ تمدنی ارتقاء نے انسانی آزادیوں کو محدود کرکے اجتماعی نظام کے شکنجے میں کس دیا ہے۔ انسانوں کے تشکیل کردہ نظاموں نے لوگوں پر ظلم و استحصال کے دروازے کھول دیئے ہیں جس کی بناء پر زمین فساد سے بھر چکی ہے۔ اس کا علاج خالق کائنات کے وضع کردہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ میں ہے جو بدقسمتی سے آج دنیا میں کہیں نافذ نہیں۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اپنی توانائیاں زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے حصول تک محدود رکھ کر اپنا مال' وقت اور صلاحیتیں اس جدوجہد کے لئے وقف کردی جائیں۔ اسلامی حکومت کے قیام کے نتیجے میں ظلم و استحصال کا خاتمہ ہوگا اور لوگوں کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع میں اضافہ ہوگا۔ عصر حاضر کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے کسی ایک ملک میں اسلام کا نظام عدل قائم کرکے دنیا کو دکھانا ہوگا۔

تنظیم اسلامی خویشگی کا دعوتی اجتماع

ماہانہ دعوتی اجتماعات کے سلسلے میں تنظیم اسلامی خویشگی کا ماہانہ دعوتی اجتماع مورخہ ۱۱ جنوری ۲۰۰۱ء کو مسجد پیراں خویشگی میں منعقد ہوا۔ اجتماع نماز عصر کے بعد امیر تنظیم محمد عامر کے خطبات بموضوع "عبادت رب" سے شروع ہوا۔ انہوں نے رفقاء کے سامنے عبادت کا رائج الوقت محدود تصور اور عبادت کا ہمہ گیر جامع تصور کا فرق واضح کیا۔ اس نشست میں پندرہ احباب نے شرکت کی۔

نماز مغرب کے بعد حافظ ساوید احمد خان نے وائٹ بورڈ کی مدد سے فرائض دینی کا جامع تصوار کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء نے نہایت توجہ کے ساتھ خطاب کیا اور سہ منزلہ عمارت کی شکل میں فرائض دینی کا خاکہ پسند فرمایا۔ کل ۱۶ احباب نے خطاب سنا۔ اس اجتماع میں ملتزم رفقاء کی حاضری ۱۰۰% تھی جبکہ مبتدی حضرات بھی شریک ہوئے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست کے بعد اجتماع اختتام کو پہنچ گیا۔ (رپورٹ : خضر حیات)

بقیہ : دورہ بنگلہ دیش

اس پر بیک وقت چلانے والے کے علاوہ دو تین سواریوں کی گنجائش ہوتی ہے-ایسی سائیکل ٹرالیاں بھی ہیں کہ جن پر چھوٹے موٹے سامان کی نقل مکانی کا کام لیا جاتا ہے جو ابھی زیر تعمیر ہے- جب آدمی دیکھتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو مشقت سے کھینچ رہا ہے اور وہ بڑے مزے سے اوپر بیٹھا ہے تو دل کو تکلیف ہوتی ہے-اس کا ذکر مولانا ثمیر الدین سے کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں آدمی کو یہ کام کرتے دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے' اس کے پیٹ پر رحم نہیں آتا تو پھر یہ مسئلہ حل ہوا-

رات تقریباً آٹھ بجے اُرمی گیسٹ ہاؤس (اُرمی کا معنی سمندر کی موج ہے) پہنچے- یہ بالکل نیا تعمیر شدہ ہے- ایک طرف سمندر کا منظر ہے- جس میں سورج غروب ہونے کا منظر اس ساحل پر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے- پیچھے کی جانب سرسبز پہاڑیاں ہیں- اس پہاڑی سلسلے پر جنگلات میں چکمہ قبائل آباد ہیں- جو اپنی آزادی کا مطالبہ کررہے ہیں-درپردہ انڈیا ان کی مدد کررہا ہے- یہ نہیں چاہتے کہ بنگالی ان کے علاقے میں آئیں- عوامی لیگ کی طرح انہوں نے بھی چھ نکاتی مطالبہ پیش کیا ہوا ہے جس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمہارے آئین میں اسلام کا ذکر ہے- یہ ہمیں قبول نہیں ہے- پہاڑیوں کا یہ سلسلہ چاٹگام سے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے- ہمارے میزبانوں نے اُرمی گیسٹ ہاؤس میں دو کمرے بک کروائے ہوئے تھے- سامان وغیرہ رکھ کر راقم میزبانوں کے ہمراہ ہوٹل نری بلی niri bily میں کھانا کھانے چلا گیا- جبکہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے تھکاوٹ کی وجہ سے ریسٹ ہاؤس میں آرام کا فیصلہ فرمایا- مولانا ثمیر الدین صاحب ان کے ساتھ ہی رہ گئے- چنانچہ واپسی پر ہم ان کے لئے کیلے جو پاکستانی کیلوں سے بڑے اور میٹھے ہوتے ہیں اور چپاتی لے کر آئے- مولانا ثمیر الدین صاحب نے کیلوں کے ساتھ چپاتی رات کے کھانے میں کھائی- اس دوران مولانا سلامت اللہ صاحب تشریف لے آئے- مہمانوں کی ضیافت کے لئے وہ اپنے ساتھ سیب لائے تھے- ان کے ساتھ بات چیت اور اگلے دن کا پروگرام طے کرنے کے بعد تقریباً ۱۱ بجے سونے کے لئے بستر پر چلے گئے- (جاری ہے)

(مرتب : محمد رشید عمر)

خلافت کانفرنس کے کارکنوں کا اعزاز امیر محترم کا ظہرانہ

تنظیم اسلامی لاہور کے رفقاء نے انٹرنیشنل خلافت کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے لئے جس جذبے اور لگن سے محنت کی ہے' اس کے نتیجے میں کانفرنس توقعات سے بھی زیادہ کامیاب ہوئی۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اگرچہ دینی کام میں اصل ستائش تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہوتی ہے مگر دینی کام میں جان و وقت لگانے والوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ میں منتظمین اور کارکنوں کو ہدیہ تبریک اور ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں۔ امیر محترم نے علاقائی اجتماع کے حوالے سے بھی رفقاء کو بریف کیا۔ فردوسی فارم پر باجماعت نماز ادا کی گئی۔ بعد ازاں شرکاء کی پرتکلف کھانے سے تواضع کی گئی۔ کھانا کھلانے کی خدمت لاہور کی تنظیموں کے امراء اور ناظمین نے "سید القوم خادمھم" کی مثال بن کر انجام دی۔

ساتھیوں کا یہ اجتماع تنظیم اسلامی کے کچھ "سوشل" ہونے کی طرف بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوگا (انشاء اللہ)

(رپورٹ نعیم اختر عدنان)

دفاع افغانستان کونسل کے فیصلے

اسلام آباد میں منعقد ہونے والے دفاع افغانستان کونسل کے حالیہ اجلاس میں جو فیصلے کئے گئے ان کے مطابق کونسل کے رہنما بیرون ممالک دورے کے دوران افغانستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کریں گے- ایران جانے والے وفد کی قیادت مولانا شاہ احمد نورانی' چین جانے والے وفد کی قیادت قاضی حسین احمد' برطانیہ اور فرانس جانے والے وفد کی قیادت امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد اور سعودی عرب جانے والے وفد کی قیادت مولانا سمیع الحق کریں گے۔ اجلاس میں جو قراردادیں پاس کی گئیں ان میں کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ جزیرہ عرب سے نکل جائیں۔ کوئٹہ' اسلام آباد اور صوبہ سرحد کو طالبان کے خلاف بطور اڈے استعمال کرنے کی اجازت کسی صورت نہیں دی جائے گی۔ قومی اداروں کی نجکاری بند کی جائے۔ دفاع افغانستان کونسل کا سیکرٹریٹ اسلام آباد میں ہوگا جو جنرل حمید گل کی نگرانی میں کام کرے گا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کا مکمل انتظام کیا جائے اور تحفظ ناموس رسالت ؐ ایکٹ میں کسی قسم کی ترمیم قبول نہیں کی جائے گی۔ افغانستان پر سے ظالمانہ اقتصادی پابندیاں اٹھالی جائیں اور عوام سے مطالبہ کیا گیا کہ عیدالاضحیٰ پر پوری پاکستانی قوم افغانستان کی مدد کرے۔

Vol : 10 Regd. CPL No.127 No.6
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

CONCEPT OF SECULARISM

By: Dr. Absar Ahmad.

Mr. Ifran Hussain's "Concept of Secularism" (The Dawn, December 2, 2000) is an eye opener. It was never a secret that every year thousands of Sunnis declare themselves Shia to escape deduction of 'Zakat' but why 'the poor Ahmadis are not permitted to legally buy booze like other minorities in the country' was hardly known to many. While comparing Israel and Pakistan, the two states created in the name of religion in modern times, the claim put forward by the writer that "they (Arabs) do not face persecution (in Israel) to the degree Pakistan's minorities do", is such that even Israelis cannot dare to make. At the religious level the position in Pakistan is worse, as well. Israeli rabbis try to block all transport on Saturdays, the Jewish Sabbath, while our Mullahs are on the verge of declaring interest illegal, thus precipitating a major financial crisis, "he says. This is just a glimpse of what people like Mr. Irfan Hussain, "who maintains that every body must be equal in the eyes of the law", think about Pakistan and 'uneducated' Mullahs. The question is: Why have such bitter feelings developed? Why has our educated elite joined a campaign, started in the Western media, to paint Pakistan in bad lights? It appears that it is our 'hypocrisy' that is bearing fruits now. Islamic Republic of Pakistan has in fact never been an Islamic Republic, nor secular state either so it has to be either way, if we wish to survive. In the end may I remind Mr. Irfan Hussain that in defining and characterizing the essence and spirit of Islam we have to look to the Qur'an, the Sunnah of the Holy Prophet and practice of rightly guided caliphs and not to intellectuals like Eqbal Ahmad, Edmund Burke or Judge Hugo La Fayette Black? The latter are simply no authorities for us. Islam definitely stands for rationality and welfare of this worldly life, yet it also reaches out to embrace transcendence in all of its pursuits, both at individual and collective level of existence.

(Courtesy: Dawn, January 12 & 17)

ماہانہ دعوت فورم

جمعہ 16 فروری ساڑھے چھ بجے شام
بمقام دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی
866-این پونچھ روڈ نزد سبز کوٹھیاں سمن آباد
موضوع: **اسلام کا معاشی نظام**
مقررین: ڈاکٹر خالد ظہیر
اسسٹنٹ پروفیسر LUMS
حافظ محمد اشرف
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ اسلامیہ کالج آف کامرس
رابطہ و معلومات: غازی محمد وقاص
فون: 7414616-6307269

انتقال پر ملال

رفقائے تنظیم اسلامی لاہور وسطی محمد عمیر افضال رانا، محمد عاصم افضال رانا کی والدہ ماجدہ ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء کو طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ قارئین کرام سے ان کے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کی اپیل ہے۔
اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک

SECULARISM AND ISLAM

By: Mohammad Ishrat Hussain, Karachi

Dear Sir,

Amina Nasim Khawaja has very aptly defined secularism as ***ladeenyat*** (DAWN January 10, 2001) for anything not falling within the scope of ***deen*** is ***ladeen*** - not ***deen***.

Actually, the whole confusion is created due to mix-up of the meanings, connotation and usage of the terms Islam, ***deen*** and religion. By some it is not understood that Islam is not merely a religion (in commonly understood connotation) but a ***deen***. For the term***deen*** there is no exact equivalent in the English language. It can be best defined by the phrase 'complete code of life'. Unlike religion, ***deen*** encompasses all aspects of human life within its fold – be it beliefs, worships, morals, dealings, fighting, health, education or any other aspect. So much so that even eating, drinking, sleeping, conversing are also parts of ***deen*** – Islam. This concept of ***deen*** is alien to secularism, thus to secularist. Hence they argue that this or that aspect of human life be kept separate from religion, considering Islam as any other religion. This should be clearly understood that Islam as a ***deen*** cannot be compartmentalized.

(This letter was written to the Editor, Dawn on January 11, 2001, but not published as yet).